E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A.

Paper : **Tareekh-e-Hind (Ahd-e-Ateeq-1526)**

Module Name/Title : **Ghaznavid & Ghourid Dynasty**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM/ Dr. Danish Moin
PRESENTATION	Dr. Danish Moin
PRODUCER	Omar Azmi

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 24 عرب، غزنی اور غوری حملے

ساخت

24.0 مقاصد
24.1 تمہید
24.2 سندھ پر عربوں کا حملہ
24.2.1 عربوں کے حملے کے نتائج اور اہمیت
24.3 غزنوی حملے
24.3.1 محمود غزنوی کا جائزہ
24.3.2 محمود غزنوی کے حملوں کے نتائج
24.4 محمد غوری کے حملے
24.4.1 نتائج
24.5 ترکوں کی کامیابی کے اسباب
24.6 خلاصہ
24.7 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات
24.8 نمونہ امتحانی سوالات
24.9 سفارش کردہ کتابیں

24.0 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ

1 سندھ پر عربوں کے حملے کے اسباب، اہمیت اور نتائج کو سمجھ سکیں گے۔
2 محمود غزنوی کے حملوں کے اسباب اور نتائج کو سمجھ سکیں گے۔
3 حملہ آوروں کی کامیابی کے اسباب سے واقف ہوسکیں گے۔

24.1 تمہید

عرب جنھوں نے ہندوستان میں اقتدار قائم کیا تھا اور ترک جو غزنی اور غوری سے افغانستان آئے تھے ہندوستان کا وسط ایشیاء سے رابطہ بڑھانے کے ذمہ دار تھے۔ اس اکائی میں عربوں، غزنی اور غوری کے حملوں کی وضاحت اور ان حملوں سے ہندوستان پر جو اثرات مرتب ہوئے ان کی تشریح کی جائے گی۔

اس اکائی میں عربوں، غزنی اور غوری کے حملوں کی وضاحت اور ان حملوں سے ہندوستان پر جو اثرات مرتب ہوئے ان کی تشریح کی جائیگی۔

24.2 عربوں کا سندھ پر حملہ

عرب خلیفہ عمر سوم (644-633 عیسوی) کے زمانے ہی سے ہندوستان پر حملہ کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ 636ء میں سندھ کے شہر دیبل پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن یہ کوشش ناکام ہوگئی۔ 700ء کے بعد یعنی عربوں کے افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد، ہندوستان میں ان کی کامیابی کے امکانات روشن ہوگئے۔

ایران کے حکمران الحجاج نے سندھ کی جانب ایک لشکر روانہ کیا۔ کیونکہ سندھ میں قزاقوں نے ان جہازوں کو لوٹ لیا تھا جو سیلون کے حکمراں کی جانب سے بھیجے ہوئے تحائف لے جارہے تھے۔ لیکن سندھ کے حکمراں داہر نے الحجاج کے بھیجے ہوئے لشکر کو شکست دے دی۔ لیکن الحجاج نے اپنے سترہ سالہ داماد محمد بن قاسم کی قیادت میں ایک لشکر جرار سندھ کو روانہ کیا۔ 712ء کی جنگ میں راور Raor کے قریب نہ صرف داہر کو شکست ہوئی بلکہ وہ جنگ میں مارا گیا۔ برہمن آباد اور آلور پر قبضہ کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ملتان کو بھی فتح کیا۔ عربوں نے ملتان کو سونے کے شہر سے موسوم کیا۔ الحجاج کے جانشین حکمرانوں نے شمالی ہند کے علاقوں جیسے مارواڑ، مالوہ، اجین اور گجرات تک پہونچنے کی کوشش کی۔ لیکن ان علاقوں کے راجپوت حکمرانوں نے ان کی پیش رفت کی روک تھام کی۔

24.2.1 عرب حملے کے نتائج اور اہمیت

سندھ پر عربوں کے حملے کے کوئی دوررس نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ اسی لئے مشہور زمانہ مورخ لین پول نے اسے "نتائج کے بغیر فتح" سے موسوم کیا ہے۔ اگرچہ عرب حملہ کے ہندوستان پر کوئی سیاسی اثرات مرتب نہیں ہوئے لیکن ثقافتی اعتبار سے اسکی اہمیت تھی۔ اس حملہ کی وجہ سے ہندوستان اور مغربی ایشیا کے درمیان رابطہ پیدا ہوا۔ عربوں کی سندھ پر تسخیریابی کے بعد ہندوستان اور مغربی ایشیائی ممالک کے درمیان تجارت کو فروغ حاصل ہوا۔ عرب تاجر جو ساحلی علاقوں میں رہائش پذیر ہوگئے تھے وہ ہندوستان اور عرب ممالک کے درمیان تجارت کو استوار کررہے تھے۔ تجارتی قافلے خشکی اور سمندری راستوں سے آنے جانے لگے تھے اور تجارت بہت منفعت بخش ثابت ہورہی تھی۔

تجارتی تعلقات کے پروان چڑھنے کے علاوہ عربوں کے سندھ کی فتح سے ثقافتی میدان میں تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ عربوں نے ہندوستان کی ثقافت کو نہ صرف عربی ممالک بلکہ یورپی ممالک میں پھیلایا۔ عربوں نے ہندوستان سے فلسفہ، فلکیات، ریاضیات، طب اور دوسرے علوم سیکھے۔ ہندوستانی دانشوروں کو بغداد بلایا گیا اور ان سے عرب عالموں نے ہندوستانی سائنسی علوم سیکھے۔

اسی طرح عرب ہندوستان آئے اور ہندوستان کے عالموں سے بہت سے علوم سیکھے۔ ممتاز شاعر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایک عرب ماہر علم فلکیات ابومشیر سنسکرت زبان اور فلکیات کا علم سیکھنے کے لئے بنارس میں کم و بیش دس برس تک مقیم رہا۔ سنسکرت کی قدیم تصانیف جیسے برہم شاستر، چرخہ سمتا اور پنچ تنترا کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ اعداد کو عربی میں ہندسہ کہا جاتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ

عربوں نے ہندوؤں سے ہندسوں کے بارے میں علم حاصل کیا۔ بہرکیف، سندھ پر عربوں کی فتح سے اہم ثقافتی اثرات برآمد ہوئے۔ لیکن سیاسی طور پر ہندوستان پر کوئی اثرات مرتب نہیں ہوئے۔

24.3 غزنوی کے حملے

محمود غزنوی جو سبگتگین کا بیٹا تھا۔ غزنوی کا 998ء میں بادشاہ بنا۔ اس وقت اس کی عمر ستائیس برس کی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے ہندوستان پر ہر سال حملہ کرنے کی قسم کھائی۔ متضاد بیانات کی وجہ سے اس کے ہندوستان کے حملوں کی تعداد کا اندازہ لگانا دشوار ہوگیا ہے۔ لیکن یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس نے ہندوستان پر سترہ (17) حملے کیے (1000ء سے 1027ء کے درمیان)۔ اس نے پہلی دفعہ ہندوستان پر حملہ وے ہند (Waihand) کے راجہ، جے پال کے خلاف کیا۔ 28 نومبر 1001ء عیسوی میں پیشاور کے مقام پر جے پال کو شکست دی گئی۔ جے پال نے شکست کی رسوائی کو برداشت نہ کرتے ہوئے خود کو جلا کر ہلاک کر ڈالا۔

محمود غزنوی کی دوسری اہم مہم مدہور کے بادشاہ آنند پال کے خلاف تھی۔ ممتاز مورخ فرشتہ لکھتا ہے کہ آنند پال نے دہلی، اجمیر، کالنجار، گوالیار، اور قنوج کی فوجوں کو محمود غزنوی کے خلاف لڑنے کے لئے جمع کیا تھا۔ 1008ء عیسوی میں دریائے سندھ کے کنارے جنگ ہوئی۔ آنند پال کی فوجی طاقت حملہ آور فوج سے کہیں زیادہ برتر تھی۔ لیکن فرشتہ کے خیال کے مطابق اس نازک لمحہ میں جب کہ محمود غزنوی آنند پال کی فوج کے غضب ناک حملے کو روکنے کی سکت نہیں رکھتا تھا اور جس دن وہ میدان جنگ سے واپس ہوجانا چاہتا تھا، عین اس وقت وہ ہاتھی جس پر آنند پال سوار تھا زخمی ہوگیا اور دہشت کے عالم میں میدان جنگ سے بھاگنے لگا۔ اس کیفیت کو آنند پال کے سپاہیوں نے شکست کی علامت سمجھا اور وہ بھی میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ واپسی کے دوران ہزار ہا سپاہی مارے گئے۔ پہلی مہمات کی طرح اس فتح و کامرانی کے بعد بھی محمود بڑے پیمانے پر مال و دولت اپنے ساتھ غزنی لے گیا۔

محمود نے 1009ء میں ناگر کوٹ پر حملہ کیا جو پنجاب میں واقع تھا۔ حملہ آور فوج کی کوئی مزاحمت نہیں کی گئی۔ اس لئے محمود کی فوج آسانی کے ساتھ ناگر کوٹ کے علاقہ میں داخل ہوگئی۔ مشہور مورخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ ناگر کوٹ کی لوٹ مار سے محمود کو بے پناہ دولت حاصل ہوئی۔ دوسرے شہر جیسے تھانیشور، متھورا، قنوج، گوالیار اور کالنجار کے علاوہ اور دوسرے مقامات بھی محمود غزنوی کے حملوں کا نشانہ بنے۔ ان تمام مقامات سے اس نے بے پناہ دولت حاصل کی۔

محمود غزنوی کا سب سے بڑا حملہ 1025-1026 عیسوی میں سومناتھ مندر پر ہوا۔ سومناتھ کی جنگ صرف تین دن تک جاری رہی۔ راجہ بھیما کی قیادت میں سومناتھ کے سپاہیوں نے مندر کی حفاظت کے لئے جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر میں محمود کو جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے فتح کے بعد شہر اور مندر کی بے پناہ دولت، کو لوٹ لیا۔ اس جنگ میں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ ممتاز مورخ فرشتہ بیان کرتا ہے کہ سومناتھ مندر کے پجاریوں نے محمود سے گزارش کی کہ وہ مندر کے بت کو نہ توڑے۔ اس کے عوض انہوں نے اسے مندر کی ساری دولت دینے کا پیش کش کیا۔ لیکن محمود نے اس گزارش کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ وہ بت فروش کے بجائے بت شکن کہلایا جانا پسند کریگا۔ لیکن فرشتہ کے اس بیان کو بہت سے دوسرے مورخین نے تسلیم نہیں کیا۔ جدید مورخین پروفیسر حبیب اور نظامی نے اس بیان کی تردید کی۔ محمود نے سومناتھ کے حملہ کے بعد ناقابل بیان دولت حاصل کی۔

محمود کا مال غنیمت میں 1/5 حصہ تھا۔ اور اس میں اسے موتیوں، ہیروں، جواہرات، زیورات اور دوسرے قیمتی اشیاء کے علاوہ 20 ملین سونے کے دینار حاصل ہوئے۔ موجودہ اعداد و شمار کے لحاظ سے محمود کو سومناتھ سے اربوں روپیہ حاصل ہوا۔

24.3.1 محمود غزنوی کا جائزہ

محمود ایک عظیم فاتح تھا۔ اس کی آرزو سلطنت کا قیام نہیں تھی۔ وسط ایشا اور ہندوستان میں مسلسل فوجی کامیابیوں کی وجہ سے اسے تاریخ عالم میں ایک عظیم فوجی جنرل کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کے ماننے والوں کے لئے وہ ایک غازی تھا۔ یعنی اسلامی عقیدہ کا علمبردار اور کافروں کو تباہ کرنیوالا۔ لیکن ہندوستانیوں کے لئے وہ ایک غیر انسانی ظالم، ایک سفاک دُشمن تھا جس نے ان کی مقدس عبادت گاہوں کو برباد کیا اور ان کے ساتھ غیر انسانی انداز میں برتاؤ کیا۔

لیکن محمود غزنوی کا حقیقی جائزہ جانبدارانہ رائے پر مبنی نہیں ہونا چاہیے۔ جب ہم اس کے کارناموں کا غیر جذباتی انداز میں جائزہ لیتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ ایک عظیم قائد تھا۔ اس کی فوجی مہمات کے علاوہ وسط ایشیاء کی تاریخ میں اسے علم و ادب اور آرٹ کے مربی کی حیثیت سے یاد کیا جائے گا۔ اس نے اپنی طاقت کو ہندوستان میں تخریب کے لئے استعمال کیا۔ لیکن اپنے وطن میں اس نے تعمیری کام انجام دیئے۔ اس نے غزنی کو ایشیا کا ایک انتہائی خوبصورت ترین شہر بنا دیا۔ محمود نے پرشکوہ مسجدیں، عالیشان محلات اور ایک عظیم یونیورسٹی تعمیر کروائیں۔ اس نے بہت سے شاعروں، عالموں، دانشوروں اور مورخوں کی سرپرستی کی۔ البیرونی، عطبی اور فردوسی نے بھی شاہی سرپرستی حاصل کی۔

24.3.2 محمود کے حملوں کے نتائج

محمود کے حملوں سے ہندوستان کو سیاسی و معاشی اعتبار سے بہت نقصان ہوا۔ سیاسی اعتبار سے اس کے متعدد حملوں سے راجپوتوں کی سیاسی اور فوجی طاقت کمزور پڑگئی۔ راجپوتوں کی طاقت کو کمزور کرتے ہوئے محمود نے ہندوستان میں ایک مسلم سلطنت کے قیام کی راہیں ہموار کیں۔ محمود کو ہندوستان میں اپنی سلطنت قائم کرنے کی کوئی آرزو نہیں تھی۔ اسی لئے اس نے اپنی فتوحات کو منظم نہیں کیا۔
معاشی اعتبار سے غزنوی کے حملوں کی وجہ سے ملک تباہ ہوگیا۔ شہر کھنڈر بن گئے۔ صدیوں کی بنی ہوئی عالیشان عمارتیں راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔ سینکڑوں لوگ بے گھر ہوگئے۔ اور بہت سے لوگ جنگوں میں مارے گئے۔

محمود غزنوی کے حملوں کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ سینکڑوں لوگوں کو جبراً مسلمان بنایا گیا۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ محمود نے خلیفہ سے اپنے سلطان ہونے کی خلعت حاصل کی اور یہ عہد کیا کہ وہ کافروں کے خلاف جہاد کرے گا۔ تو اس کے ہندوستانی حملے صرف لوٹ مار کی حد تک محدود نہیں رہے۔ پروفیسر حبیب کا یہ خیال ہے کہ محمود غزنوی کوئی مبلغ دین نہیں تھا۔ ہندوؤں کو مسلمان بنانا اس کا مقصد نہیں تھا۔ حبیب کا یہ خیال مبالغہ آمیز اور بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ سندھ کا حکمراں کون تھا جسے محمدؐ بن قاسم نے 712عیسوی میں شکست دی؟

____

2۔ سومناتھ کا حکمراں کون تھا جس نے محمود غزنوی کے خلاف 1025ء تا 1026ء میں مقابلہ کیا؟

____

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY

24.4 غوری کے حملے

محمود غزنوی کے آخری حملے کے بعد تقریباً ایک سو پچاس 150 برس کے بعد محمد غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ محمد غوری کا تعلق افغانستان میں غور سلطنت سے تھا۔ محمود غزنوی کی طرح محمد غوری نے بھی ہندوستان پر کئی دفعہ حملے کئے۔ لیکن اس کے مقاصد محمود غزنوی سے بالکل الگ تھے۔ محمد غوری سامراجی تصورات کا حامل تھا۔ اس کا بنیادی مقصد ہندوستان میں ایک سلطنت کا قیام تھا۔ اس کے علاوہ اسلام کی اشاعت اور شخصی شان و شوکت کے جذبہ نے بھی ہندوستان پر حملے کے لئے مائل کیا۔ اس کا مقصد لوٹ مار نہیں تھا۔

اس نے 1175ء میں سندھ میں ملتان اور اچ کو فتح کیا۔ اور وہاں اپنا فوجی اور تنظیمی کنٹرول قائم کردیا۔ اس نے 1178ء میں گجرات پر حملہ کردیا۔ لیکن وہاں چالوکیہ حکمراں مل راج دوم کے ہاتھوں اسے سخت شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ شکست کی پرواہ نہ کرتے ہوئے محمد غوری پشاور کی جانب بڑھتا چلاگیا۔ اور 1179ء میں اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کی دوسری دلی تمنا پنجاب میں لاہور پر قبضہ کرنا تھا۔ جس پر محمود غزنوی کے آخری نمائندہ خسرو ملک کا کنٹرول تھا۔ چند حملوں کے بعد محمد غوری اپنی دیرینہ آرزو کو پوری کرسکا۔ لاہور 1186ء میں اس کے قبضہ میں آگیا۔ لاہور کی فتح کے بعد اسے طاقتور راجپوتوں کا سامنا کرنا پڑا جو دہلی اور قنوج پر حکومت کررہے تھے۔ اس نے 1189ء میں پنجاب میں سرہند (بھاٹنڈہ) کے قلعہ کا محاصرہ کیا جو پرتھوی راج کے کنٹرول میں تھا۔ بھاٹنڈہ کے فوجی محاصرہ نے پرتھوی راج کو اس کی آزادی کے لئے فوجی پیش قدمی کرنی پڑی۔ ایک حکایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ قنوج کے حکمراں جے چندر نے محمد غوری کو پرتھوی راج کی سلطنت پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ لیکن اس حکایت کی کوئی تاریخی بنیاد نہیں ہے۔ پنجاب کی فتح کے بعد پرتھوی راج کی سلطنت پر حملہ محمد غوری کی سیاسی حکمت عملی کا لازمی نتیجہ تھا۔

محمد غوری اور پرتھوی راج کی فوجوں کے درمیان پہلی جنگ ترائن 1191ء میں ہوئی۔ اس جنگ میں ترکوں کو شکست ہوئی۔ محمد غوری پرتھوی راج کے بھائی گویندر راج کے ہاتھوں زخمی ہوا۔ لیکن محمد غوری اس شکست سے دل برداشتہ نہیں ہوا۔ پوری تیاری کے بعد اس نے پرتھوی راج پر دوسرا حملہ 1992ء میں کیا۔ یہ جنگ بھی ترائن کے مقام پر ہوئی۔ اور اسی لئے اسے دوسری جنگ ترائن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ جنگ راجپوتوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی۔ گویندر راج لڑتے ہوئے مارا گیا۔ پرتھوی راج کو گرفتار کرکے سر قلم کردیا گیا۔ دوسری جنگ ترائن کے بعد اجمیر کو فتح کرلیا گیا۔ محمد غوری غزنی واپس چلاگیا۔ قطب الدین ایبک جو اس کا وفادار جنرل تھا۔ اسے ہندوستان میں مفتوحہ علاقوں کا نگراں کار بنادیا گیا۔ قطب الدین ایبک نے 1193ء میں دلی پر قبضہ کرلیا اور اسے ہندوستان میں محمد غوری کی سلطنت کا دارالخلافہ بنادیا۔

24.4.1 نتائج

غوری حملوں کے سیاسی نتائج ابتدائی عرب اور غزنوی حملوں سے کہیں زیادہ دور رس نکلے۔ قاسم اور محمود غزنوی کا ہندوستان میں ایک مستقل سیاسی سلطنت کے قیام کا کوئی ارادہ نہیں تھا محمد غوری کے سیاسی عزائم تھے۔ اس نے کچھ اس انداز سے ہندوستان پر حملے کئے کہ ایک مستقل مسلم سلطنت ہندوستان میں قائم کی جائے۔ اس نے اپنی فتوحات کو منظم کیا۔ اور ایک مستقل ترک سلطنت کی ہندوستان میں بنیاد رکھی۔ ترائن میں 1192ء میں حاصل ہونے والی کامرانی فیصلہ کن تھی۔ اور اسی فتح و کامرانی نے ہندوستان کی تاریخ کو تبدیل کردیا۔ اس کا

نائب قطب الدین ایبک ایک لائق فوجی جنرل تھا۔ محمد غوری کی وفات کے بعد قطب الدین ایبک نے اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا اور ہندوستان میں ترک حکومت کو مستحکم رکھا۔

24.5 ترکوں کی کامیابی کے اسباب

ترکوں کے خلاف ہندوستانیوں کی ناکامی یا ترکوں کی کامیابی سے بڑے پیمانے پر سیاسی، سماجی اور معاشی نتائج برآمد ہوئے۔ اسی لئے ترکوں کی کامیابی کے اسباب کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

ان کی کامیابی کا سب سے بڑا اہم سبب ہندوستانی حکمرانوں کے آپسی اختلافات اور پھوٹ تھی۔ راجپوت حکمراں غیر ملکی حملوں سے خطرہ کے وقت بھی آپس میں لڑنے کی تباہ کن پالیسی پر کاربند رہے۔ مشہور مورخ ٹاین بی (Toyn Bee) اپنی کتاب تاریخ کے مطالعہ میں لکھتا ہے کہ "اگر بارہویں صدی میں راجپوت حکمراں اپنی تلواروں کا رخ اپنی ہی جانب نہ کرتے تو ہندو دنیا بغیر اپنی توانائیاں ضائع کئے باقی رہتی اور ترکوں کو دور رکھتی اور اپنی ہی رہنمائی میں اپنے مقدرات کا فیصلہ کرتی۔" راجپوتوں کے آپسی اختلافات ان کے حق میں سم قاتل ثابت ہوئے۔

ترکوں کی فوجی تنظیم، نظم و ضبط اور حکمت عملی ان کی کامیابی کا دوسرا سبب تھی۔ ترکوں نے وسط ایشیا کی تیز رفتاری اور ہلکے ساز و سامان کی حکمت عملی کو اپنایا انہوں نے زیادہ تر گھوڑ سوار فوج پر انحصار کیا جب کہ راجپوتوں نے ہاتھیوں اور پیدل فوج پر انحصار کیا جس کی وجہ سے ان کی تیز رفتاری ختم ہوگئی۔

ہندوستانی، عرب حملوں اور محمود غزنوی کی فتوحات سے سبق حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ ان حملوں کے بعد اگر ہندوستانی حکمراں سیاسی طور پر متحد ہوجاتے اور اپنی فوجی حکمت عملی کا دوبارہ جائزہ لیتے تو ترک فوجوں کی برق رفتاری کے چیلنج کا موثر طور پر سامنا کرسکتے اور محمد غوری کی فوج کے خلاف کامیابی حاصل کرسکتے تھے لیکن روایتی انداز سے وابستگی، نئی تکنیک کو سیکھنے کی عدم خواہش کی وجہ سے ہندوستانی ترکوں کے آگے ناکام ہوگئے۔ پہلے اور بعد کے ترک حملوں کے درمیان ایک صدی سے زیادہ کا فاصلہ حائل تھا۔ ماضی کی ناکامیوں سے سبق لینے کا بہت زیادہ وقت یسر تھا لیکن کوئی سبق بھی نہیں سیکھا گیا۔ اسی لئے ہندوستانیوں کی ناکامی ناگزیر ہوگئی۔

ترکی حملہ آوروں کے مذہبی جوش و خروش نے بھی انہیں جنگوں میں کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ترکوں نے بڑی ہی ثابت قدمی اور بہادری سے جنگوں میں حصہ لیا۔ کیونکہ ان کا ایقان تھا کہ وہ اپنے مذہب کی سربلندی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہندوستانی سپاہیوں میں اس قسم کا کوئی جذبہ نہیں تھا۔

میدان کارزار میں مال غنیمت کے حصول کے جذبہ نے بھی ترکوں کو ہمت و بہادری سے لڑنے پر مائل کیا۔ سلطان سے لے کر ایک معمولی سپاہی کا بھی مال غنیمت میں حصہ ہوتا تھا۔ کثیر دولت کے حصول کی کشش نے بھی ترکوں کو خطرات سے کھیلنے اور جواں مردی کے ساتھ لڑنے کا حوصلہ عطا کیا۔

راجپوتوں کی خامیوں کے علاوہ ان کی اچھائیاں بھی ان کی ناکامی کا سبب بنی۔ انھوں نے جنگ میں مکرو فریب سے کام نہیں لیا۔ انھوں نے نہتے اور زخمی سپاہیوں پر حملہ نہیں کیا۔ انھوں نے میدان کارزار میں چند اصولوں پر سختی سے عمل کیا۔ ترکوں نے کسی بھی حال میں جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کیا۔ لیکن راجپوتوں نے میدان جنگ میں تمام جنگی قوانین پر عمل کیا۔ حالانکہ مخالف محاذ نے

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC
LIBRARY

قوانین کا کوئی پاس نہیں کیا۔ اسی لئے ہندوستانیوں کی کامیابی کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3۔ پہلی جنگ تراین میں کس کو شکست ہوئی ؟

4 ۔ دوسری جنگ تراین کس سن میں ہوئی ؟

24.6 خلاصہ

1۔ سندھ پر 712ء میں عربوں کے حملے سے ہندوستان پر گہرے ثقافتی اثرات مرتب ہوئے ۔ لیکن ملک پر سیاسی اثرات مرتب نہیں ہوئے ۔

2۔ محمود غزنوی نے 1001 اور 1027 عیسوی کے درمیان ہندوستان پر کئی دفعہ حملے کیے ۔

3۔ محمد غوری کی پرتھوی راج کے خلاف 1192ء میں کامیابی سے بہت دور رس نتائج برآمد ہوئے ۔ اس سے ہندوستان میں مسلم سلطنت قائم ہو سکی۔

24.7 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات

1 داہر

2 بھیما

3 محمد غوری

4 1192

24.8 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے 30 سطروں میں جواب دیجیے۔

1۔ سندھ پر عرب حملے کے اسباب اور نتائج کی وضاحت کیجیے۔

2۔ ہندوستان پر محمود غزنوی کے حملوں کی کیا خصوصیت تھی؟ اور ان کے نتائج کا تجزیہ کیجیے۔

3۔ کس طرح ترکوں نے ہندوستان میں اپنی سلطنت قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی؟ وضاحت کیجیے۔

4. محمد غوری کے حملوں اور ان کے نتائج پر روشنی ڈالیے۔

II۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے 15 سطروں میں جواب دیجیے۔

1. کس طرح محمد غوری کے حملے محمود غزنوی کے حملوں سے مختلف تھے ؟

2. پہلی اور دوسری جنگ تراین پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

3. سومناتھ مندر کے خلاف محمود غزنوی کی مہم کی وضاحت کیجیے۔

24.9 سفارش کردہ کتابیں

1. Briggs, John : History of the Rise of the Muhammaden Power in India till 1612 A.D. (Translated from Original Persian book of Mohammed Kasim Ferishta (4 Vols)
2. Elliot and Dawson (ed) : History of India as told by its Historians
3. Habibullah, A.B.M. : Foundations of Muslim Rule in India
4. Iswari Prasad : History of Medieval India from 647 to 1526. A.D.
5. Jaffar, S.M. : Medieval India under Muslim Kings
6. Majumdar, R.C. (ed) : History and Culture of the Indian People, Vol. IV and V
7. Mehta, J.L. : Advanced Study in the History of the Medieval India
8. Muhammed Habib : Mohammed of Ghazni
9. Romila Thapar : Annals and Antiquities of Rajasthan
10. Wolseley Haig (Ed) : Cambridge History of India, Vol. III

مصنف : کے۔ سبرانیم

مترجم : ایم۔ ایس رحمت اللہ خان